© rasailojaraid.com

محمد اسحاق بھٹی

مولانا سید محمد جعفر شاہ پھلواروی کے چند مکتوبات

مولانا سید محمد جعفر شاہ پھلواروی کا انتقال ۳۱ مارچ اور یکم اپریل ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب کو کراچی میں ہوا تھا۔ مئی اور جون ۱۹۸۲ء کے "المعارف" (دو شماروں) میں ان کے حالات و واقعات بیان کیے گئے تھے۔ میری ان سے خط و کتابت تھی۔ میرے نام ان کے چند مکتوبات جو محفوظ رہ گئے ہیں، "المعارف" میں درج کیے جاتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ دلچسپ مکتوبات ہیں، جن کا ایک خاص اسلوبِ تحریر ہے۔ (محمد اسحاق بھٹی)

(۱)

مخلص محب[1] محترم! سلام و دعاہائے وافرہ

لفافہ شرفِ صدور لایا۔ پڑھا اور سینے سے لگایا۔ ادارے کی پرانی یادوں نے رُلایا۔ آرزوئے ملاقات نے تڑپایا۔ ماضی کے گہرے تصوّر نے کراچی سے لاہور پہنچایا۔ جیتا جاگتا منظر سامنے آیا۔ زندہ دلی کا بادل چھایا۔ خوشیوں کا مینہ برسایا۔ تصور ہی تصور میں چائے پی بسکٹ کھایا۔ پھر کوئی لطیفہ سنایا۔ خود ہنسے دوسروں کو ہنسایا۔ محفل برخاست ہوئی تو اپنی سیٹ پر آیا۔ کچھ پڑھا پڑھایا۔ کچھ لکھا لکھایا۔ کچھ یاد کیا کچھ بھلایا۔ کسی کو روکا کسی کو بھگایا۔ احباب نے فرمائش کی تو گانا گایا، یا گیت سنایا۔ صواب پر خوشی ہوا تو خطا پر شرمایا۔ گھر آیا۔ سبھوں کو بخیریت پایا۔ تو سجدۂ شکر بجالایا۔ رات نے سلایا۔ اذان نے جگایا۔ وقت پر پھر دفتر آیا۔ وہاں پھر وہی زخموں کا پھایا۔ وہی رحمت و مسرت کا سایہ۔ آب و دانہ بدلا تو قسمت نے لاہور چھڑایا۔ شہر کراچی دکھایا۔ لاہور کا خواب کس نے دکھایا؟ کراچی میں کون لایا؟ یہ گردشِ ایام ہے۔ زمانہ اسی کا نام ہے۔ صبر و شکر ہمارا کام ہے۔ مولا کے قبضے میں سب کا انجام ہے۔ لاہور بھی اس کی نعمت تھی، کراچی بھی اس کا انعام ہے۔

---

[1] اس مکتوب پر تاریخ درج نہیں۔ یہ اواخر دسمبر ۱۹۸۰ میں آیا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہاں سرسوں کا تیل تھا یہاں روغنِ بادام ہے۔ وہاں کام تھا یہاں آرام ہے۔ نہ صبحِ زندگی تھی یہ زندگی کی شام ہے۔ وہاں تیز بخار تھا تو یہاں سرسام ہے۔ وہاں مالٹا اور کینو تھا یہاں کیلا اور آم ہے۔ دلربا پہلو میں ہے محفل میں دورِ جام ہے؛ جس طرف دیکھو یہاں اسلام ہی اسلام ہے۔ اب نہ کہیں جناح ہے نہ ابوالکلام ہے۔ ہر متنفس کلیم بے کلام ہے۔ مگر بکنے میں بے لگام ہے۔ کوئی مدہوشِ مے گلفام ہے۔ کوئی مستِ خرام ہے۔ کسی کا لقمہ ہی حرام ہے۔ کسی کا مطلوب شاہدِ نازک اندام ہے۔ ہر سوال کے جواب میں ایک ہی شاعرانہ کلام ہے ؎

مے کو تو نے کہہ دیا زاہد حرام ہے   مے خانہ کو بھی کہہ دے کہ بیت الحرام ہے

یہ خط بحفاظت رکھ لیجیے۔ یہ وعظ ہے نہ پیغام ہے۔ بس ایک انوکھا اندازِ نامہ و پیام ہے۔ ہر پرسانِ حال کے لیے میری طرف سے یہی دعا سلام ہے۔ بندۂ عاجز محمد جعفر جو زمانے میں بدنام ہے۔ رسوا ہے ناکام ہے۔ زبان پر اللہ اللہ دل میں سیتا رام ہے۔ اس کے سامنے نہ بحثِ مولود ہے نہ مسئلۂ قیام ہے۔ یہ نہ مقتدی ہے نہ امام ہے۔ سراپا معصیت ہے مگر فدائے خیر الانام ؐ ہے جو حق دارِ صلوٰۃ و سلام ہے۔

(۲)

باسمہٖ تعالیٰ

۲۰۴ شرف آباد - کراچی ۵

کل لفافہ کھولا تو معلوم ہوا کہ یہ تو مولانا محمد اسحاق ہیں۔ جو دوستی میں مخلص اور خالی از نفاق ہیں۔ نہ خود ساختہ لیڈروں کی طرح صاحبِ طمطراق ہیں۔ نہ کھرے دہابیوں کی طرح بدمذاق ہیں۔ اپنے کاموں کے ماہر و مشاق ہیں۔ ادائے فرائض میں چوبند و چاق ہیں۔ خود ہی انفس اور خود ہی آفاق ہیں۔ نہ باتونی نہ لپاق ہیں۔ بلکہ پابندِ مواعید و میثاق ہیں۔ مسلکاً دہابی اور مزاجاً درویشوں کی طرح صاحبِ اتفاق ہیں۔ نہ حریصِ زر ہیں نہ نشانۂ املاق ہیں۔ حساب کتاب میں کبھی بے باق ہیں۔ ہر زہر کے تریاق ہیں، مگر بے نیاز از عراق ہیں۔ متوجہ الی الخلاق ہیں۔ متوکل علی الرزاق ہیں۔ نیکوں پر جیسے رحیم ہیں بدوں پر ویسے ہی شاق ہیں۔ حق نوازوں کے لیے صاحبِ اخلاق ہیں، اور باطل پرستوں کے لیے مکمل قزاق ہیں۔ تحصیلِ حق کے مشتاق ہیں۔ اور حق کے حق میں صاحب احقاق ہیں۔ مختصر یہ کہ مخلص علی الاطلاق ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اب کچھ میری سنیئے - ایک دن بلڈ پریشر صاحب تشریف لائے - جن کی برکت سے سر میں کئی بار چکر آئے۔ لوگ شعبۂ دل (جناح ہسپتال) میں داخل کرا آئے - فوری طبی امداد سے جان بھی لاکھوں پائے - پرہیزی ناشتہ چائے - وہاں قسم کا کھانا، نہ مرچی نہ پائے - بے بس مریض جائے تو کدھر جائے۔ گیارہ دن پڑے پڑے جب گھبرائے، تو ڈاکٹر کی اجازت سے گھر آئے - شرط یہ کہ کئی ہفتے مکمل آرام کیا جائے۔ بس ذرا لکھنے پڑھنے کی اجازت ملی ہے تاکہ محبت ناموں کا جواب دیا جائے - اور اپنا کیا عرض کیا جائے؟

جتنی زیادہ بے کاری ہے اتنی ہی زیادہ خوش حالی - یہ ہے قدرت کا کرشمہ اور شانِ ذی الجلالی - بدن اوپر سے آراستہ اور روح اندر سے خالی - کردار یہ کہ زبان پر دعا اور دل میں گالی - اندر سے کڑھن اور ہاتھوں سے تالی - بظاہر غنی، بباطن سوالی - نیتوں میں فتور، صورت بھولی بھالی - عمل خلافِ سنت اور زبان پر من سلک طریقی فھو الی - اندر مکھیوں کی بھرمار اور اوپر دکھاوے کی جالی - بالوں میں سفیدی اور من کی دنیا سیاہ کالی - ہم سے اچھے باغ کے مالی - اِدھر پانی دیا، اُدھر پودوں کی دعالی -

آپ نے وہ شعر تو سنا ہی ہوگا ؎

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال   کہ آگ لانے کو جائیں پیمبری مل جائے

ہمارے[۲] موسیٰ صاحب تھے تو بڑے ہی پاجی - اب ہو گئے ہیں حاجی - ریاض میں پرنس ناصر کا محل بن رہا ہے جس کے سینیٹری ڈیپارٹمنٹ کی نگرانی موسیٰ کے سپرد ہے - دس بارہ پلمبر ان کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں - چنانچہ میں نے انھیں یہ شعر لکھ بھیجا ہے ؎

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال   کہ اینٹ ڈھونے کو جائیں پلمبری مل جائے

اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کس شعر کو ترجیح دے کر اپنی "وہابیت یا چشتیت" کا ثبوت دیتے ہیں۔

بہتیرے اخباروں اور رسالوں میں بعض مطبوعہ مضامین بشکریہ ۔۔۔۔ بھی شائع ہوتے رہتے ہیں - اگر "المعارف" کی پالیسی کے خلاف نہ ہو تو ایک مطبوعہ مضمون ارسال کر دوں - اس میں اپنی مسجع اردو کے آغاز کی داستان ہے اور ایک مسجع خط بھی ہے جو اردو زبان میں ایک نئے انداز کا اضافہ

---

۲ شاہ موسیٰ، شاہ صاحب مرحوم کے اکلوتے بیٹے ہیں - میں نے اپنے خط میں شاہ صاحب سے دریافت کیا تھا کہ موسیٰ صاحب کس حال میں ہیں اور کیا کرتے ہیں؛ یہ اس کا جواب ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کی مجلسِ ادارت میں ایک فرد بھی اسے ناپسند کرے تو اسے فوراً رجسٹری سے مجھے واپس کر دیا جائے کیوں کہ اس کی کوئی مثنیٰ میرے پاس نہیں ہے[۵]

دو کتابچے بھی ارسال ہیں لیکن یہ عام اشاعت کے لیے یا تبصرے کے لیے نہیں۔ بس علم سینہ بسینہ کی طرح سُنّیوں اور پڑھے لکھے صوفیوں میں ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پہنچ جائے۔ "درود تاج پر ایک نظر" پر ایک اور صاحب نے لمبا اعتراض کیا ہے۔ اس کا جواب بھی آنے والا ہے۔ وہ سب یکجا کر کے پھر اسے عام کیا جائے گا۔ ابھی اس میں بعض قانونی سقم ہیں اس لیے عام نہیں کرنا ہے۔

سب احباب اور پرسانِ حال کو سلام۔ والسلام

محمد جعفر پھلواروی ۲۶/۱/۸۱

(۳)

باسمہٖ تعالیٰ

محب مخلص و محترم! سلام و دعا

اخلاص نامہ مکتوبہ ۲۱/۲/۸۱ ملا جس میں آپ نے میرے سابق مکتوب کو "مقاماتِ حریری" سے تشبیہ دی ہے تو سنیے:

میرا مکتوب نہ معلقاتِ سبع ہے نہ مقاماتِ حریری ہے۔ نہ یہاں علم و ادب ہے نہ کسی کاروانِ سخن کی میری ہے۔ نہ غالب کا شاگرد ہوں نہ میرا استاد نظیری ہے۔ بس کچھ اپنا ذوق ہے اور کچھ غیبی دستگیری ہے۔ نہ رندی ہے نہ پارسائی، نہ درویشی ہے نہ فقیری ہے۔ تحریر صرف بیانِ تحریری ہے۔ نہ اس میں دلربائی ہے نہ دلگیری ہے۔ جسم میں ضعف ہے کیونکہ زمانۂ پیری ہے۔ اور روح میں بے یقینی ہے بے ضمیری ہے۔ افکار میں بے ربطی اور عمل میں بے تدبیری ہے۔ زبان پر چا ہے ادعائے ہمہ دانی ہو لیکن اندر جہالت کی فراوانی و ہمہ گیری ہے۔ معاشی زندگی میں نہ غریبی ہے نہ امیری ہے۔ مگر شیطانی ہوس کا جال، دامِ اسیری ہے۔ روزی کا سارا معاملہ ہی تقدیری ہے۔ کوئی مرغ پلاؤ کھاتا ہے اور کسی کی قسمت میں نانِ خمیری ہے۔ مگر تقدیر کا گلہ شکوہ بے شمار

---

[۵] یہ مضمون اپریل ۱۹۸۱ء کے "المعارف" میں شائع ہوا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نعمتوں کی بے توقیری ہے۔ نہ یہ اسوۂ معاویہؓ ہے نہ دأبِ شبیریؓ ہے۔ یہ اندازِ فکر تعظیمی نہیں، تحقیری ہے۔ اس سے زیادہ بولنا چمڑ تقریری ہے۔

گھر کی ہر شخصیت کو دعا سلام کہیے خواہ وہ سگی ہے کہ خلیری ہے۔ میری ہے کہ چچیری ہے۔

لیجیے مضمون حاضر ہے۔ بندۂ ناچیز اس کی مدح اور ذم دونوں سے قاصر ہے۔ بس اللہ مددگار و ناصر ہے اور ہر شے پر قادر ہے۔ دیکھنے میں مضمون خالی لفافہ ہے مگر ایک لحاظ سے اردو ادب میں نیا اضافہ ہے۔ اس میں میرے دینی، اخلاقی، سیاسی اور معاشی افکار جھلکتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ کچھ لوگ اس سے بدکتے ہیں۔ اور کچھ خوشی سے پھڑکتے ہیں۔ بعض سن کر چپکے سے سرکتے ہیں اور بعض غصے سے بھڑکتے ہیں۔ اور پھر برستے ہیں کڑکتے ہیں۔

۱۴ فروری کو مولانا کوثر نیازی عیادت کے لیے آئے تھے اور ڈیڑھ گھنٹے تک بیٹھے رہے۔

۱۹ر کے جنگ (کراچی) صـ۳ کے آخری کالم پر میرا اور مولانا حنیف ندوی وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

یہ فوٹو[۴۲] اس شرط پر ارسال کر رہا ہوں کہ دیکھ کر فوراً واپس کر دیجیے، کیوں کہ اس کی کوئی کاپی میرے پاس نہیں۔ والسلام۔ ارسال کردہ مضمون کا بھی کوئی مثنیٰ میرے پاس نہیں۔ ذرا حفاظت سے رکھ کر واپس کیجیے گا۔ محمد جعفر پھلواروی ۲۳/۲/۸۱

(۴)

باسمہ تعالیٰ

مخلص محترم! سلام و دعا ہا

خط مع تصویر مل گیا تھا۔ شکریہ۔ مضمون کی فرمائش پوری کرنے میں کچھ دیر لگے گی۔ کیونکہ پہلے سے کئی عربی اور اردو مضامین کی فرمائشیں موجود ہیں۔ وقت تنگ است و کار ہا بسیار۔ "الدراسات الاسلامیہ" (اسلام آباد) میں میرے دس عربی مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ یہ گیارھواں ہے جو بھیج رہا ہوں اور بارھویں کی زوردار فرمائش ہے۔ "الیقین" (کراچی) کو ایک عربی مضمون

---

[۴۲] یہ شاہ صاحب کا تازہ فوٹو تھا جو انھوں نے مجھے ارسال کیا تھا، اور میں نے دیکھ کر ان کے حکم کے مطابق بذریعہ رجسٹری واپس بھیج دیا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دے چکا ہوں اور اب ہر ہفتے ایک عربی مضمون کی فرمائش ہے" ۔ فاران کی فرمائش تو مستقل جاری رہتی ہے۔ علاوہ ازیں چار مضامین اور بھی لکھ کر دے چکا ہوں جو مطبوعہ شکل میں آپ کو ملے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ وہ تجویزوں کی شکل میں ہیں۔

۱۔ قرآنی قانونِ طلاق۔

۲۔ ہر مسلمان کو مسلح رہنا چاہیے۔ لائسنس بدطانوی یادگار ہے۔

۳۔ تقسیمِ وراثت کے بعد جو بچ جائے وہ اسلامی حکومت کا حق ہے۔

۴۔ شیعوں کو اذان والا اضافہ بند کر دینا چاہیے کیونکہ یہ خود ان کے مذہب میں بھی جائز نہیں۔

اسی قسم کے مضامین کو ہضم کرنا شاید "المعارف" کے لیے مشکل ہو۔ درود تاج والا مضمون "فیض الاسلام" نہیں ہضم کر سکا۔ "فاران" میں گیا تو بڑا حصہ نذرِ سنسر ہو گیا۔ اس پر بھی بریلوی حلقہ بھڑک گیا۔

اپریل کے "المعارف" کا انتظار ہے۔

آپ کو ایک تکلیف دے رہا ہوں۔ میاں امیر الدین صاحب گلبرگ کا پتا لکھ بھیجیے۔ والسلام

محمد جعفر پھلواروی ۱۸ اپریل ۸۳

(۵)

باسمہٖ تعالیٰ

مخلص محترم! سلام ورحمت

اس وقت ذرا عجلت میں خط لکھ رہا ہوں اور شاید پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔

مضمون نگار کو کم از کم پانچ نسخے دیے جاتے ہیں اور الدراسات الاسلامیہ والے تو ۲۵ عدد آف پرنٹ بھی بھیج دیتے ہیں۔ آپ کی طرف سے ابھی صرف ایک ہی عدد "المعارف" (اپریل) ملا ہے۔

دوسری تکلیف یہ دینی ہے کہ جناب امیر الدین صاحب گلبرگ کا پتا لکھ بھیجیے۔

ایک لفافہ ارسال کر چکا ہوں۔ اس کی رسید کا انتظار ہے۔ ایک مختصر سا ادبی مضمون عن قریب ارسال کروں گا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والسلام

محمد جعفر پھلواروی۔ ۴-۲۰ شرف آباد۔ کراچی ۵
۲۱/۴/۸۱

(۶)

باسمہ تعالیٰ

مخلص محترم مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

سلام و دعا ہا

رپورٹر کی رپورٹ لمبی بھی اور بدخط۔ اس لیے میں نے انہی کے الفاظ کو باقی رکھتے ہوئے مختصر کر دیا ہے۔ صرف آخری فقرہ ہمارا ہے جو آپ کی طرف سے لکھ دیا ہے۔ اگر اس منقبتی[۵۵] مثنوی کو شائع کرنے میں ذرا بھی تامل ہو تو فوراً واپس کر دیجیے گا۔

نئے "فیض الاسلام" میں بھی کسی صاحب کی ایک اردو منقبت سیدنا معاویہؓ شائع ہوئی ہے۔ والسلام

محمد جعفر پھلواروی ۳-۶-۸۱

(۷)

باسمہ تعالیٰ

مخلص محب! سلام و دعا ہا

ایک لفافہ ارسال کر چکا ہوں۔ سیدنا معاویہؓ کی منقبت میں جو مثنوی بھیجی ہے اس میں دو اصلاحیں کر لیجیے۔ ۲۷ واں شعر یوں ہے ۔

بود فرزندے ورا بعدش وصی جانشین شد چون حسنؓ بن علیؓ

اس کے دوسرے مصرعے میں "حسن بن علی" کو "حسنؓ بعد از علیؓ" کر دیجیے۔ دوسرے فٹ نوٹ (۵) میں حضرت جعفر کو حضرت زبیر بنا دیجیے اور "یا حضرت عمرو بن العاص" کو قلم زد کر دیجیے۔

والسلام

محمد جعفر پھلواروی۔ ۴-۲۰ شرف آباد کراچی ۵
۴/۶/۸۱

---

۵۵ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت میں نے "الاعتصام" میں شائع کرا دی تھی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۸)

مخلص محترم ! سلام و دعا ہائے وافرہ

اللہ کرے آپ بالکل خیریت سے ہوں، آمین ۔ تشویش اس لیے ہوئی کہ عرصۂ دراز سے کوئی خیریت نامہ نہیں آیا ہے ۔ ڈیڑھ ماہ ہوئے ایک لفافہ بھیجا تھا جس میں "المعارف" کے لیے ایک مثنوی در منقبت سیدنا معاویہؓ تھی پھر ایک کارڈ بھی ارسال کیا تھا ۔ یہ بھی لکھا تھا کہ اگر "المعارف" کی پالیسی یا معیار کے مطابق نہ ہو تو واپس کر دیجیے گا ۔ لیکن نفی یا اثبات میں کوئی جواب نہ آنے سے یہی گمان ہوا کہ اسے شائع کر دیا جائے گا ۔ مگر اس کے بعد سے "المعارف" کا کوئی پرچہ نہیں ملا ۔ ایسی صورت میں اگر تشویش ہو تو بجا ہے ۔ یہ تشویش آپ کے جواب سے ہی دور ہو سکتی ہے ۔

ایک تکلیف اور دے رہا ہوں ۔ میاں امیر الدین صاحب کا جو پتا آپ نے لکھ بھیجا تھا اس پتے پر خط نہیں پہنچا ۔ اس لیے آپ بذریعہ فون ان سے رابطہ قائم کر کے انھیں میرا پتا دے دیجیے اور کہیے کہ THE HOLY QURAN AT A GLANCE کی جتنی جلدیں مجھے ارسال کر سکتے ہوں فوراً کر دیں ۔ معلوم نہیں اس کا دوسرا ایڈیشن ہوا یا کاغذ سستا ہونے کے انتظار میں ہنوز تشنۂ طبع ہے ۔ بہر حال یہ کام آپ کے ذمے کر رہا ہوں اور یقین ہے کہ ان شاء اللہ لا تالو ۔

میرے ساتھ یہ عجیب معجزہ ہوا کہ پورے رمضان کے روزے اللہ کریم نے رکھوا دیے ۔ ہلال رمضان سے پہلے تک روزہ رکھنے کا کوئی ارادہ نہ تھا کیونکہ سخت گرمی پڑ رہی تھی ۔ تجربے کے طور پر ایک روزہ رکھا تو رکھتا ہی چلا گیا ۔ "آئی جو اُن کی یاد تو آتی چلی گئی" یہاں تک کہ ۲۹ ویں روزے میں مَیں نے پیش گوئی کر دی کہ آج ضرور چاند ہو گا، کیونکہ رمضان کا چاند تو نکلتا ہے اور عید کا نکالا جاتا ہے ۔ چنانچہ آپ نے دیکھ لیا کہ مغرب ہوتے ہی عید کا سائرن بجنے لگا، یعنی چاند نکال لیا گیا ۔

لیجیے ساری کتھا ختم ہو گئی اور عید مبارک کہنا یاد نہ رہا ۔ آپ سب حضرات میری طرف سے باسی ہی سہی مگر عید مبارک قبول کیجیے ۔

حرم شریف کے روز و شب کے دونوں مناظر اس عید کارڈ میں ہیں ۔ یہ میری طرف سے گھر جا کر میری بیٹی کو دے دیجیے گا[لہ] ۔ اللہ کرے آپ سبھوں کو بر اُمّی الحین دیکھنے کی سعادت حاصل ہو ۔ آمین ۔ والسلام

محمد جعفر پھلواروی ۱۲ شوال ۸۱

[لہ] اس سے میری بیٹی سمیہ زیرک مراد ہے ۔ اس کے لیے انھوں نے عید کارڈ بھیجا تھا

© rasailojaraid.com